تھے اور حق یہ ہے کہ اس زمرے کا ہما سہ مرحوم کے قامت موزوں پر ایسا راست آیا کہ خاندانوں میں ایسی مثالیں کم ہی ملیں گی۔ وہ نوعمری میں علی گڑھ کے ٹریننگ کالج کے نامور پرنسپل ہوئے۔ اس کے بعد ریاست کشمیر اور بمبئی میں حکومت کے مشیر تعلیم کے عہدہ پر فائز رہے۔ آزادی کے بعد مرکزی وزارت تعلیم میں سکریٹری ہوئے۔ اور اس عہدہ سے پنشن پائی لیکن سچ یہ ہے کہ یہ سب عہدے ان کے علمی و ادبی درجہ و مقام سے فروتر تھے۔ وہ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں کے بلند پایہ ادیب اور مقرر تھے۔ پچاسوں مقالات کے علاوہ انگریزی اور اردو میں متعدد وقیع کتابیں ان کی یادگار ہیں۔ اگرچہ تعلیم اور اس کا فلسفہ ان کا خاص موضوع تھا لیکن تاریخ اور مذہب سے بھی فطری لگاؤ تھا۔

بڑی بات یہ ہے کہ فکر و نظر کا اعتدال و توازن بلا کا تھا۔ وہ قدامت پرستوں میں ترقی پسند تھے اور ترقی پسندوں میں قدامت پرست۔ تحریر و تقریر دونوں میں بڑا رچاؤ اور رکھ رکھاؤ تھا۔ اس بنا پر ہر طبقہ میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کو بین الاقوامی شہرت حاصل تھی۔ چنانچہ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد امریکہ کناڈا اور یورپ میں بار بار وزٹنگ پروفیسر ہو کر گئے۔ آخر زمانہ میں اسلامیات کی طرف انہماک زیادہ ہو گیا تھا اور اس سلسلہ میں جب کبھی انہیں کوئی اشکال ہوتا راقم الحروف کو لکھتے تھے اور جواب سے خوش ہوتے تو اس کا اظہار ایک مستقل خط کے ذریعہ کرتے تھے۔ نہایت مہذب، خوش طبع اور کریم النفس انسان تھے۔ عمر ۸۰ کے لگ بھگ پائی۔ اللہ تعالیٰ مغفرت و بخشش کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ اب تہذیب اور شائستگی کے ایسے نمونے کہاں ملیں گے؟

افسوس ہے ہمارے عزیز اور فاضل دوست مولانا احتشام الحسن کاندھلوی بھی گذشتہ نومبر میں شدید علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ مولانا کاندھلہ کے رئیسوں میں شمار ہوتے تھے لیکن ان کا مشغلہ تبلیغی کتابوں کی تصنیف و تالیف اور مطالعہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ شب و روز اسی میں بسر ہوتے تھے اور گفتگو کا موضوع بھی بس یہی ایک بات ہوتی تھی۔ تبلیغی جماعت

کے طریق کار سے ان کو اختلاف تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ تبلیغ تو نام ہی اسلام کو غیر مسلموں تک پہنچانے کا ہے۔ مرض الوفات میں مبتلا ہونے سے ایک ماہ قبل علی گڈھ آئے اور ایک ہفتہ کے قریب قیام کیا۔ ان دنوں میں ان سے کئی مرتبہ ملاقات ہوئی اور ہر ملاقات میں وہ اپنے اسی محبوب موضوع پر تقریر کرتے رہے ہیں۔ میں حسب عادت خاموش سنتا رہا اور بولا کچھ نہیں۔ مرض الوفات میں انھوں نے بڑی سخت تکلیف اٹھائی۔ لیکن صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، بڑے خلیق اور عابد و زاہد بزرگ تھے۔ اللہ تعالیٰ ابرار و صلحا کا مقام عطا فرمائے آمین۔

ندوۃ المصنفین دہلی

سنہ ۱۹۷۰ء کی مطبوعات		سنہ ۱۹۷۱ء کی زیر طبع	
۱۔ تفسیر مظہری اردو۔ نویں جلد	۱۲/-	۱۔ تفسیر مظہری اردو دسویں جلد زیر طبع	
۲۔ حیات (مولانا) سید عبد الحیٔ	۱۱/-	۲۔ بیماری اور اس کا روحانی علاج	"
۳۔ احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت	۹/-	۳۔ خلافت راشدہ اور ہندوستان	"
۴۔ مآثر و معارف	۱۰/-	۴۔ ابوبکر صدیق کے سرکاری خطوط	"

ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی